جنازہ میں سورہ فاتحہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾ اِہۡدِنَا
الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ
عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ
وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ

حافظ ابو یحییٰ نور پوری حفظہ اللہ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے حوالے سے ایک جامع کتاب ترتیب دے رہے ہیں، جس میں اہل حق کے دلائل، ان دلائل پر فقہائے دین کی آراء، پھر ان دلائل پر اہل باطل کے اعتراضات کا تجزیہ، نیز نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی ممانعت کے دلائل کا علمی و تحقیقی محاسبہ کیا گیا ہے۔عنقریب یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔إن شاء اللّٰہ ! اس کتاب کے بابِ اوّل کی تیسری فصل افادۂ عام کے لیے ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ غ،م

فصل سوم : حدیثِ ابی امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ : [اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبِّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ يُسَلِّمَ فِي نَفْسِهٖ عَنْ يَّمِينِهٖ]

میں نے سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو حدیث سنا رہے تھے، انہوں نے فرمایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی (پہلی) تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے، قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کرے،

www.AhleSunnatPk.com

پھر اپنی دائیں جانب خاموشی سے سلام پھیر دے۔ ①

❀ یہاں سورۂ فاتحہ کو نماز جنازہ میں سنت قرار دینے والے سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی صحبت کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے، لیکن راجح بات یہ ہے کہ اگرچہ انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی، لیکن وہ صحابیٔ رسول ہی ہیں، کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف انہیں حاصل ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَأَبُو أُمَامَةَ هٰذَا صَحَابِيٌّ.

یہ ابو امامہ صحابیٔ رسول ہیں۔ ②

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے خود بھی اس کی صراحت کی ہے اور دیگر کئی محدثین کرام سے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو زیارتِ نبوی کا شرف حاصل ہے۔ ③

بعض محدثین کرام کا ان کے بارے میں صحبت کی نفی کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ صحابیٔ رسول نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ بات ہم نے محض اٹکل پچو سے نہیں کی۔

ہمیں کتبِ رجال کے مطالعہ سے اس بارے میں ایک عمدہ قاعدہ معلوم ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب بعض محدثین کسی شخص کو صحابی قرار دیں اور ان کے لیے رؤیت کا اثبات کریں، جبکہ بعض ان کی صحبت کی نفی کریں تو ان کی مراد لغوی صحبت ہوتی ہے، نہ کہ اصطلاحی، یعنی بتانا یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تفصیلی ملاقات نہیں کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

① مصنف عبد الرزاق: 489/3، مصنف ابن أبي شيبة: 296/3، 298، فضل الصلاة على النبي للامام إسماعيل القاضي، نقلًا عن ابن حجر في التلخيص الحبير: 287/2، سنن النسائي: 1989، المنتقىٰ لابن الجارود: 540، مسند الشاميين للطبراني: 160/4، رقم الحديث: 3000، وسندهٗ صحيحٌ.

② خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام للنووي: 975/2.

③ تقريب التهذيب لابن حجر: 402، تهذيب التهذيب لابن حجر: 264/1.

www.AhleSunnatPk.com

کوئی حدیث روایت نہیں کی ۔ اس قاعدے کی ایک دلیل ملاحظہ فرمائیں کہ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کو محدثین کرام نے صحابی قرار دیا ہے :

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ۔ ①

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا .

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی ، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی ۔ ②

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَطَارِقُ بْنُ شِهَابٍ مِّمَّنْ يُّعَدُّ فِي الصَّحَابَةِ .

طارق بن شہاب ان لوگوں میں سے ہیں ، جن کا شمار صحابہ کرام میں ہوتا ہے ۔ ③

علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں :

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ۔ ④

کسی ایک محدث نے بھی ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کا

---

① المراسیل لابن أبی حاتم : ص 98.

② سنن أبی داوٗد ، تحت الحدیث : 1067.

③ المستدرك علی الصحیحین للحاکم : 288/1.

④ سیر أعلام النبلاء للذهبی : 488/3.

www.AhleSunnatPk.com
www.AhleSunnatPk.com

انکار نہیں کیا۔البتہ امام ابوحاتم رحمہ اللہ ان کے لیے زیارتِ نبوی کا اثبات کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ، لَهُ رُؤْيَةٌ، وَلَيْسَتْ لَهُ صُحْبَةٌ .

آپ کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی ،لیکن صحبت حاصل نہیں ہوئی ۔①

یہ بات ہمارے بیان کیے گئے قاعدے کی نا قابل تردید دلیل ہے ۔اس سلسلے میں ایک اور دلیل ہم فصل پنجم میں ذکر کریں گے ۔ إِنْ شَاءَ اللّٰه !

یہی معاملہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا ہے کہ محدثین کرام نے ان کے لیے زیارتِ نبوی سے مشرف ہونے کا اثبات کیا ہے، کسی محدث سے اس کی نفی ثابت نہیں ۔ رہا بعض محدثین کرام کا ان کے لیے صحبت کی نفی کرنا تو اس سے مراد یہ ہے کہ بچپن کی وجہ سے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تفصیلی ملاقات کا موقع نہیں ملا جیسا کہ کتبِ رجال سے عیاں ہے۔

❁ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو صحابی تسلیم نہ کرے تو بھی یہ حدیث ''منقطع'' یا ''مرسل'' نہیں بنتی ، کیونکہ:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں :

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ، وَأَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ .

مجھے ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ انصار کے بزرگ ترین لوگوں اور علمائے کرام میں سے تھے ، نیز غزوۂ بدر میں

① المراسيل لابن أبي حاتم : ص 98.

www.AhleSunnatPk.com

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے والے صحابہ کرام کی اولاد میں سے تھے۔
انہوں نے مجھے بتایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے ان کو یہ بیان کیا:
نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔ ①

اس روایت میں سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے یہ صراحت کر دی ہے کہ انہوں نے یہ بات ایک صحابیٔ رسول سے سنی ہے۔ اس صحابیٔ رسول نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنتِ نبوی قرار دیا ہے۔

اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی بھی ہیں جو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو سنت قرار دیتے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا .

❁ حدیثِ ابی امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور نماز جنازہ میں ایک سلام

یہاں بطور فائدہ قارئین کرام یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا سنت ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِي التَّسْلِيْمَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَصَحُّ مِنْهُ .
نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کے بارے میں یہ صحیح ترین حدیث ہے۔ ②

یہ بھی یاد رہے کہ نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنے کے بارے میں نبیٔ اکرم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جبکہ ایک سلام پھیرنے کے متعلق آپ ﷺ کی سنت قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام میں سے بھی

---

① شرح معاني الآثار للطحاوي :500/1، وسندهٗ صحيحٌ .

② المستدرك على الصحيحين للحاكم :513/1.

www.AhleSunnatPk.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بھی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ پھر کسی ایک صحابی سے بھی نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنا صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ اسی طرح تابعین کرام میں سے امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ، امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ، امام حسن بصری رحمہ اللہ اور امام مکحول رحمہ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کا ذکر ملتا ہے۔ ①

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل و فاعل تھے۔ ②

آخر میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا فیصلہ کن فرمان پیش خدمت ہے:

مَنْ سَلَّمَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِتَسْلِيمَتَيْنِ فَهُوَ جَاهِلٌ جَاهِلٌ.

جو شخص نماز جنازہ میں دو سلام پھیرتا ہے، وہ جاہل ہے، جاہل ہے۔ ③

حدیثِ ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ

قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کئی کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ فن حدیث کا مبتدی طالب علم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ ایک حدیث کی سندیں جب مختلف ہوتی ہیں تو اس کے الفاظ بھی مختلف ہو جاتے ہیں اور اسلوب بھی۔ ایک راوی اسے مکمل ذکر کرتا ہے تو دوسرا مختصر۔ کوئی راوی اس میں سے ایک مضمون بیان کرتا ہے اور کوئی دوسرا مضمون۔ روایتِ حدیث کا یہ ایک عمومی انداز ہے۔

اس اسلوب کے مطابق یہ حدیث بھی مختلف الفاظ اور اسلوب سے بیان ہوئی ہے۔ مستدرکِ حاکم والی روایت میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے

---

① مصنف ابن أبی شیبۃ: 307/3، وسند الكلّ صحيحٌ.

② سيرة الإمام أحمد لأبي الفضل: ص 40.

③ مسائل الإمام أحمد لابی داوٗد: 154، وسندهٗ صحيحٌ.

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ماہنامہ السنۃ، جہلم، شمارہ نمبر ⑮

www.AhleSunnatPk.com

جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (1310-1394ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي التَّلْخِيصِ الْحَبِيرِ: فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ طَرِيقِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصَ الدُّعَاءَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ، ثُمَّ يُسَلِّمَ تَسْلِيمًا خَفِيًّا، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَ مَنْ وَرَاءَهُ مِثْلَ مَا فَعَلَ إِمَامُهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: سَمِعَهُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ مِنْهُ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ ـ اه، فَهٰذَا حَدِيثٌ وَّاحِدٌ وَسِيَاقُهُ مُخْتَلِفٌ.

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب) التلخيص الحبير میں ہے: المستدرك (على الصحيحين للحاكم) میں امام زہری رحمہ اللہ کی سند سے یہ روایت یوں ہے کہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے۔ (یہ کام) تین تکبیروں میں کرے، پھر آہستہ سے سلام پھیرے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ مقتدی بھی وہی طریقہ اختیار کریں جو ان کا امام اختیار کرتا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے یہ بات سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے سنی، لیکن کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ ایک ہی حدیث ہے، لیکن انداز مختلف ہے۔

جناب ظفر احمد تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

وَإِذَا صَحَّ الطَّرِيقَانِ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، وَيُثْنِيَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَوَاءً كَانَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَوْ غَيْرِهَا، وَلِذَا ذَكَرَ الصَّحَابِيُّ مَرَّةً وَّحَذَفَهَا

www.AhleSunnatPk.com

أُخْرىٰ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ فِي الْبَابِ .

جب یہ دونوں سندیں صحیح ہیں تو ان میں تطبیق یہ ہوگی کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے، یہ حمد وثناء خواہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہو یا کسی اور دُعا کے ساتھ۔ یہی وجہ ہے کہ صحابی نے ایک دفعہ سورۂ فاتحہ کا ذکر کیا ہے اور دوسری دفعہ اسے حذف کر دیا ہے۔ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔ ①

تجزیہ ① جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ حدیث مختلف انداز سے بیان ہوئی ہے۔ مستدرکِ حاکم والی روایت میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے سنت طریقے میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔ یہ مسلم اصول ہے کہ عدمِ ذکر، عدمِ وجود کی دلیل نہیں بن سکتا۔ تھانوی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں کہ صحابی نے ایک دفعہ اس کا ذکر کیا ہے، ایک دفعہ چھوڑا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا ذکر امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے راوی نے اختصار کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی محدث نے اس حدیث کی عدمِ ذکرِ فاتحہ والی روایت کو نماز جنازہ میں قراءتِ فاتحہ کی ممانعت یا اس کے غیر ضروری ہونے کی دلیل نہیں بنایا۔

پھر امام بیہقی رحمہ اللہ کے اسلوب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا، بلکہ اس روایت میں راوی کا مقصود صرف نماز جنازہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی مشروعیت بتانا تھا۔ اسی لیے امام بیہقی رحمہ اللہ نے سورۂ فاتحہ کے ذکر والی روایت کو نماز جنازہ میں قراءت کے باب میں ذکر کیا ہے اور اس روایت کو نماز جنازہ میں درود پڑھنے کے باب میں بیان کیا ہے۔

② تھانوی صاحب اگر امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ روایت ہی دیکھ لیتے تو شاید یہ اعتراض نہ کر پاتے، کیونکہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ

---

① إعلاء السنن للتهانوي: 2564/6.

www.AhleSunnatPk.com

ذکر کیا ہے:

إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِى التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ.

نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورۂ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔ ①

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت میں نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں یہ قطعاً نہیں کہا جا سکتا ایک دفعہ صحابیٔ رسول سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں درود پڑھنے کا ذکر کیا تھا اور دوسری مرتبہ خود ہی چھوڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں ہے .... اگر ایسا ہے تو حنفی بھائیوں کو چاہیے تھا کہ وہ جس طرح ایک روایت میں عدمِ ذکر کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کو چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح اس روایت میں عدمِ ذکر کی وجہ سے درود کو بھی چھوڑ دیتے، کیونکہ اس کی سند کے صحیح ہونے کا اعتراف خود تھانوی صاحب نے کر لیا ہے، پھر بعض احادیث میں نماز جنازہ کے بیان میں صرف دُعاؤں کا ذکر ہے، ان کو چاہیے تھا کہ وہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف دُعاؤں پر اکتفا کر لیتے اور کہہ دیتے کہ باقی سب چیزوں کو چھوڑا جا سکتا ہے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے برعکس فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''ہدایہ'' میں نماز جنازہ کا طریقہ یوں بیان ہوا ہے:

وَالصَّلَاةُ أَنْ يُّكَبِّرَ تَكْبِيرَةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَقِيبَهَا، ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَةً يُصَلِّي فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَةً يَدْعُو فِيهَا لِنَفْسِهِ وَلِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيُسَلِّمُ.

---

① شرح معاني الآثار للطحاوي: 500/1، وسندهٗ صحيحٌ.

www.AhleSunnatPk.com

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ایک تکبیر کہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرے، پھر دوسری تکبیر کہے، اس کے بعد نبی علیہ السلام پر درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہے، اس کے بعد اپنے لیے، میت کے لیے اور مسلمانوں کے دُعا کرے، پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے۔ ①

③ صحیح اسانید کے ساتھ اس حدیث کو سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے صرف محمد بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اور ان سے صرف امام زہری رحمہ اللہ یہ واقعہ روایت کرتے ہیں۔ پھر امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے والے کئی شاگرد ہیں۔ ان میں سے:

معمر بن راشد (مصنف ابن أبي شيبة : 296/3، مصنف عبد الرزاق : 489/3، المنتقىٰ لابن الجارود : 540.)

اللیث بن سعد (سنن النسائي الصغرىٰ : 1989، سنن النسائي الكبرىٰ : 2116، العلل للدارقطني : 259/12.)

شعیب بن ابی حمزہ (مسند الشاميين للطبراني : 160/4، رقم الحديث : 3000، شرح معاني الآثار للطحاوي : 500/1.)

وغیرہم (العلل للدارقطني : 259/12.) نے امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے وقت اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ صرف ایک شاگرد یونس بن یزید الایلی (المستدرك على الصحيحين للحاكم : 513/1، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 39/4.) نے امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے وقت سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔

اب امام زہری رحمہ اللہ سے سورۂ فاتحہ کو بیان کرنے والے شاگرد کئی ہیں اور سورۂ فاتحہ کا ذکر چھوڑنے والے شاگرد یونس بن یزید الایلی اکیلے ہیں۔ پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرتے وقت سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی حفظ واتقان میں بھی یونس بن یزید الایلی سے بہت بلند ہیں، جیسا کہ ان کے بارے میں محدثین کرام کے فیصلے

① الهداية للمرغيناني، فصل في الصلاة على الميت.

www.AhleSunnatPk.com

سے عیاں ہے۔ ہم اختصار کی خاطر صرف ابن حجر رحمہ اللہ کا فیصلہ ذکر کیے دیتے ہیں:

سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی		ذکر نہ کرنے والے راوی	
معمر بن راشد......	ثقة ، ثبت ، فاضل .		
اللیث بن سعد......	ثقة ، ثبت ، فقيه .	یونس بن یزید الایلی	ثقة .
شعیب بن ابی حمزہ.....	ثقة ، عابد .		

پھر یہ تو ان راویوں کا عمومی تقابل تھا۔ ایک استاذ کے شاگرد ہونے کے ناطے بھی سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں یونس بن یزید کے مقابلے میں اعلیٰ درجے کے ہیں، جیسا کہ شعیب بن ابی حمزہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ أَصَحُّ حَدِيثًا عَنِ الزُّهْرِيِّ مِنْ يُونُسَ .

شعیب بن ابی حمزہ امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں یونس سے زیادہ راست رَو ہیں۔ ①

یونس بن یزید کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهْمًا قَلِيلًا .

ان کو امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں کچھ وہم ہو جاتا ہے۔ ②

اب قارئین کرام نے ملاحظہ فرما ہی لیا ہے کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی یونس بن یزید کے مقابلے میں عموماً بھی اعلیٰ درجے کے ہیں اور وہ اپنے استاذ زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں خصوصاً بھی زیادہ پختہ کار ہیں، لیکن جناب ظفر احمد تھانوی صاحب اور دیگر حنفی احباب نے پھر بھی یونس بن

① الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 344/4، وسندهٗ حسنٌ .

② تقريب التهذيب : 7919.

www.AhleSunnatPk.com

یزید کی بات کو لے کر سورۂ فاتحہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر احناف اس حدیث میں اختصار کی وجہ سے سورۂ فاتحہ رہ جانے کے قول پر مطمئن نہیں تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ زیادہ تعداد، زیادہ ثقہ اور زیادہ پختہ کار راویوں کی بات پر اعتماد کرتے۔

④ خود جناب ظفر احمد تھانوی صاحب نے صرف پگڑی پر مسح سے انکار کرتے ہوئے اس بارے میں موجود صحیح وصریح احادیث کا یہ جواب دیا تھا:

ظَنَّ الرَّاوِي أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ مَعْلُومٌ، وَالْمُهِمُّ هُوَ التَّكْمِيلُ عَلَى الْعِمَامَةِ، فَاقْتَصَرَ عَلٰى ذِكْرِ مَسْحِهَا.

راوی نے سمجھا کہ پیشانی پر مسح تو سب کو معلوم ہے۔ اہم بات تو پگڑی پر مسح کو مکمل کرنا تھا، لہٰذا اس نے صرف پگڑی کے مسح کو ذکر کیا۔

وَيُؤَيِّدُ ذٰلِكَ أَنَّ الِاخْتِصَارَ فِي الرِّوَايَةِ وَالِاقْتِصَارَ عَلٰى ذِكْرِ الْمُهِمِّ لَمْ يَزَلْ مِنْ دَأْبِ الرُّوَاةِ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا.

اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ روایت میں اختصار اور اہم بات کے ذکر پر اکتفا کرنا قدیم وجدید زمانے میں راویوں کی عادت رہی ہے۔ ①

تھانوی صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشانی اور پگڑی دونوں پر مسح کیا تھا، لیکن راوی نے پیشانی کا ذکر اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے تھانوی صاحب کی اس بات کو سنتِ رسول، اقوال وافعالِ صحابہ اور آراءِ محدثین سے غلط ثابت کیا تھا۔ ②

عرض ہے کہ پگڑی پر مسح کے بارے میں تو محدثین وفقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف بھی یہ قانون تھانوی صاحب نے پورے زور وشور سے پیش کیا تھا، لیکن کیا وجہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے مسئلہ میں وہ اسے بھول گئے ہیں، حالانکہ یہاں ایسا کہنا سنتِ رسول، فہمِ صحابہ اور عملِ سلف کے موافق بھی ہے؟

---

① إعلاء السنن للتهانوي: 1/54-61، ملخّصًا.

② دیکھیں: ماہنامہ ضربِ حق، جلد نمبر ①، شمارہ نمبر ⑩۔

www.AhleSunnatPk.com